بقیہ مضمون صفحہ ۹۲ کے مطابق جمہوری نظام حکومت قائم کیا گیا، وہاں وہ نہ صرف یہ کہ ناکام ہوا، بلکہ اکثر مواقع پر اپنے ساتھ ملک کی آزادی کو بھی لے کر ڈوب گیا۔ ہر جگہ ساون کے اندھوں نے اس امر واقعی کو جانتے بوجھتے نظر انداز کیا کہ انکے ملک میں کئی قومیں بستی ہیں، اور محض ایک جغرافی رقبہ میں رہنے کی وجہ سے پوری آبادی کو ایک نیشن قرار دے کر جمہوریت کے وہ اصول نافذ کر دیے جو صرف ایک قوم ہی کے لیے موزوں ہو سکتے ہیں۔ لیکن تجربہ نے بتا دیا کہ ساون کا اندھا جس حقیقت کی طرف سے آنکھیں بند کرتا ہے وہ آخر کار بہت تلخ حقیقت بن کر ایسے وقت میں اسکی آنکھوں کو زبردستی کھولتی ہے جبکہ بسا اوقات آنکھیں کھلنے سے بھی کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ پس کانگریس کے لیڈروں میں اگر کوئی ہوشمند، دانا و بینا آدمی موجود ہے تو میں اس سے کہوں گا کہ جمہوریت کے اس غیر حقیقی اور ثابت شدہ غلط نظریہ کو اپنے دماغ سے نکال دو، اور اُن پرانے خیالات کے بجائے، جن کو برسوں پہلے تم نے اپنے انگریز استادوں سے مستعار لیا تھا، نئے تجربات اور عقلِ عام کی روشنی میں ایک نیا نظام بنانے کی فکر کرو۔ اسی میں تمہاری اور ہندوستان کی خیر ہے۔ ورنہ یا تو آزادی وطن کا خواب تعبیر نکلنے سے پہلے ہی پریشان ہو جائیگا، یا حسن اتفاق سے تعبیر نکل بھی آئی تو "اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند" والا معاملہ ہوگا۔

کس قدر افسوس ناک بات ہے کہ برطانوی حکومت سے تو تم انصاف اور راستی کا مطالبہ کرتے ہو مگر خود بے انصافی اور ناراستی پر مصر ہو۔ اگر انگریز قوم کو ہندوستان کی مرضی کے خلاف اُس پر حکومت کرنے کا حق حاصل نہیں ہے تو ہندو قوم کو اس ملک کے غیر ہندو لوگوں پر اُنکی مرضی کے خلاف حکمراں ہونے کا کیا حق ہے؟ محض تعداد میں کثیر ہونا اس بات کو حق بجانب نہیں کر دیتا کہ جو لوگ تم سے تعداد میں کم ہیں اُن پر تمہاری مرضی مسلط ہو۔ یہ چیز جمہوریت کے بنیادی تصور کے منافی ہے۔

جس لعنت میں اس کا نام جمہوریت رکھا گیا ہے وہ جلا دینے کے قابل ہے - بہتر ہے کہ تم خود اپنے ہاتھ سے اسکو جلا دو، ورنہ زمانہ خود اس میں آگ لگا دیگا اور اسکی پروا نہ کریگا کہ جو ہاتھ اس لعنت کو پکڑے ہوئے ہے وہ آنچ سے محفوظ رہتا ہے یا نہیں -

عقل، انصاف اور راستی کا تقاضا یہ ہے اور یہی صحیح جمہوریت بھی ہے کہ ہندوستان میں بین الاقوامی وفاق کے اصول پر ایک ایسا جمہوری نظام بنایا جائے جس میں کسی قوم کی حیثیت "محفوظ اقلیت" کی نہ ہو بلکہ اسٹیٹ کے حصہ دار کی ہو، ہر قوم کو اپنے اندرونی معاملات کی تنظیم کے لیے حکومت کے اختیارات خود استعمال کرنے کا حق دیا جائے، اور وفاقی اسٹیٹ کا دائرۂ اثر صرف اُن معاملات تک محدود رہے جو سب قوموں کے مشترک مفاد سے تعلق رکھتے ہیں - میں نے اس نئے تخیل کو اپنی کتاب "مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش" حصہ دوم میں صفحہ ۲۱۲ سے ۲۱۷ تک کافی تفصیل کے ساتھ بیان کر دیا ہے، لہٰذا یہاں اسکو دُہرانے کی ضرورت نہیں - میں کانگریس کے لیڈروں کو بھی اسکی طرف توجہ دلاتا ہوں، اور مسلم لیگ کے لیڈروں سے بھی درخواست کرتا ہوں کہ براہ کرم اس نازک موقع پر غلط طریقوں سے مسلمانوں کی نمائندگی نہ فرمائیے، بلکہ ایک معقول اور منصفانہ بنیاد پر معاملات کو اس طرح طے کرنے کی کوشش کیجیے کہ مسلمان اور ملک کی دوسری قلیل التعداد قوموں کو اُن کے جائز حقوق بھی مل جائیں اور وہ آزادی وطن کی راہ کا روڑا بھی نہ بننے پائیں -

---

ہندوستان کے تنگ حدود سے باہر دنیا کے وسیع عرصۂ کارزار میں موجودہ جنگ نے ایک اور اہم مسئلہ بھی پیدا کر دیا ہے جو مسلمانوں کو دعوتِ فکر و عمل دے رہا ہے - اس وقت دنیا میں مسابقت اور کشمکش درحقیقت قوموں کے درمیان نہیں بلکہ فلسفۂ زندگی اور اصولِ اجتماع کے مختلف نظریات

(آئیڈیالوجیز) کے درمیان ہے۔ ایک طرف سرمایہ دارانہ جمہوریت ہے۔ دوسری طرف فاشزم اور نازی ازم ہے۔ تیسری طرف کمیونزم ہے۔ یہ تینوں دنیا کی حکمرانی کے لیے برسرپیکار ہیں۔ اگرچہ سردست ایسا معلوم ہوتا ہے کہ موخر الذکر دو طاقتوں نے پہلی طاقت کو شکست دینے کے لیے باہم ساز باز کرلیا ہے، مگر یہ امر یقینی ہے کہ بعد میں خود ان کے درمیان بھی ایک فیصلہ کن کشمکش ہوگی۔ اور کوئی نہیں کہہ سکتا کہ آخر کار کس نظریہ کو غلبہ نصیب ہوگا۔ اس خوفناک طوفان میں اُن قوموں کے لیے بقاو ثبات کا کوئی امکان نظر نہیں آتا جن کے پاس قومیت کے سوا کچھ نہیں ہے، جو کوئی ایسی آئیڈیالوجی نہیں رکھتیں جسے لیکر وہ دنیا پر چھا جانے کے عزم کے ساتھ اٹھ سکیں۔ ایسی قومیں خواہ کتنے ہی مضبوط قلعے اپنے گرد تعمیر کرلیں، بہرحال یہ طوفان انکے قلعوں کو بہالے جائیگا اور اسکے مقابلہ میں انکے پاؤں نہ جم سکینگے۔

بدقسمتی سے تمام مسلمان قومیں، خواہ وہ آزاد ہوں یا محکوم، اس وقت قومیت کے مرض میں مبتلا ہیں۔ ٹرکی، ایران، مصر، عراق، افغانستان، سب اپنی اپنی قومی مملکتوں کے اندر دروازے بند کیے بیٹھے ہیں، اور ان کو صرف اپنے حدود قومی کے تحفظ کی فکر ہے۔ ہندوستان اور دوسرے محکوم ممالک کے مسلمان بھی اپنے قومی مفاد کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ یہ حالت اگر یونہی برقرار رہی تو اندیشہ ہے کہ آخر کار ان لڑنے والے اِزموں میں سے کوئی فتح یاب اِزم تمام یا اکثر اسلامی ممالک میں سیلاب کی طرح گھس آئیگا اور ان کا وہی حشر ہوگا جو روسی ترکستان کا ہو چکا ہے۔ کاش کوئی ذریعہ ایسا ہو کہ خود فراموش مسلمانوں کو پھر یاد آجائے کہ ان کے پاس بھی ایک آئیڈیالوجی موجود ہے جو دنیا کو فتح کرنے کی طاقت رکھتی ہے، جو دنیا میں آئی ہی اس لیے تھی کہ اُس پر چھا جائے اور اس پر فرمانروائی کرے۔ "مسلمان" کے نام سے ایک بین الاقوامی جماعت بنائی ہی اسلیے گئی تھی کہ وہ اس آئیڈیالوجی کو لیکر اٹھے اور زمین کی ساری پہنائیوں پر محیط ہو جائے۔